دینی علمی فکری ثقافتی

ماهنامه

10

الایمان

جمادی الثانی۱۴۳۵ھ مطابق اپریل2014ء

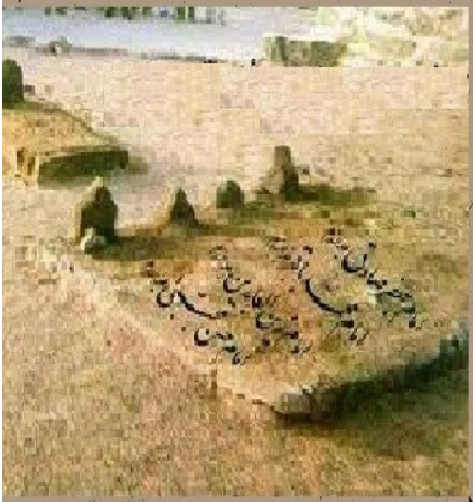

یا فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا

اللھم العن ظالمی فاطمۃ حقھا ومحمد وآل محمد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس شمارے میں

* قرآن کریم کے متعلق غور طلب باتیں

* پیوند اعضاء فقہ کی نگاہ میں

* حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے حالات زندگی

* نماز پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری وصیت

* عقل اور سخن کا باہمی رابطہ

* زیارت امام حسین علیہ السلام کی اہمیت

وحدت اسلامی کا علمبردار دینی، علمی، فکری اور ثقافتی مجلّہ

مدیر: مولانا کاظم رضا

ناشر: ادارہ الایمان

رابطہ: ضلع اٹک، تحصیل جنڈ، جھمٹ۔

03465096288

Razakazim13@yahoo.com

قرآن کریم کے متعلق غور طلب باتیں

سوچیں اور غور کریں!کیا قرآن اسی لئے نازل ہوا تھا کہ ہم اس پر پھول پتیوں کے بوٹوں سے بنے جزدان چڑھا کر اسے طاق پر سجا دیں تاکہ جو بھی آئے ہمارے سلیقہ کی داد دیئے بنا نہ رہ سکے؟

کیا قرآن اسی لئے آیا تھا کہ ہم اس سے جن اور بھوت، پریت بھگانے کا کام لیں ؟

کیا قرآن اسی لئے نازل ہوا تھا کہ ہم اسکی آیات گھول گھول کر پیتے رہیں کہ ہم پر کوئی بلا نازل نہ ہو ؟

کیا قرآن اسی لئے نازل ہوا تھا کہ ہم ہر وقت اسکا تعویذ اسلئے گلے میں لٹکا کر ٹہلیں کہ کسی کی نظر بد نہ لگ جائے ؟...

کیا قرآن اسی لئے نازل ہوا تھا کہ جب ہم گھر سے نکلیں تو کسی ناخشگوار حادثہ سے بچنے کے لئے گھر سے نکلتے وقت اسکے نیچے سے ہو کر نکلیں تاکہ ہر گزند سے محفوظ رہیں ؟...

کیا قرآن اسی لئے نازل ہوا تھا کہ اگر کوئی مر جائے تو اسکے کفن کو مختلف قرآنی آیات سے مزین کر دیا جائے اور بس...!!!؟

کیا قرآن اسی لئے نازل ہوا تھا کہ کسی کے دار فانی سے انتقال کی صورت میں اسکو پڑھ کر اسکا ثواب مرنے والے کو ہدیہ کر دیا جائے ...؟

کیا قرآن اسی لئے نازل ہوا تھا کہ ہم اگر اسکی تلاوت کریں تو یہ سوچ کر کریں کہ ہمیں ثواب ملے گا اور اسکا ورد کریں تو یہ سوچ کر کہ آخرت کے لئے کچھ توشہ راہ جمع کر لیا جائے ....؟

اگر قرآن انہیں چیزوں کے لئے نازل ہوا تھا تو بالکل ٹھیک ہے جو توقع ہم قرآن سے رکھتے ہیں قرآن اسے پورا کر رہا ہے جو چیز ہم قرآن سے مانگ رہے ہیں وہ ہمیں مل رہی ہے لیکن اگر قرآن ان سب باتوں کے لئے نہیں تھا بلکہ اسلئے نازل ہوا تھا کہ ہمیں زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھائے ،ہم پر راہ ہدایت

کو واضح کرے ہماری زندگی میں انقلاب لے کر آئے تو پھر ہمیں اسکا جواب دینا ہوگا کہ ہماری عملی زندگی میں قرآن کا کتنا دخل ہے ؟ہماری اجتماعی زندگی میں قرآن کس جگہ ہے؟

ہر ایک خود سے یہ سوال کر سکتا ہے کہ اگر قرآن کا تعلق مسلمانوں کی عملی زندگی سے ہے تو پھر انکی عملی زندگی میں قرآن نظر کیوں نہیں آتا؟

حیف کا مقام ہے کہ ایک طرف تو ہم شارٹ کٹ سے جنت کی وادیوں کی سیر کرنا چاہتے ہیں اور دوسری طرف قرآن سے یہ بھی امید کرتے ہیں کہ اسکی چند آیات کا ورد کرنے سے ہی ہماری زندگی میں انقلاب آجائے اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآنی آیات کے ورد سے بھی بڑی بڑی مشکلیں آسان ہوئی ہیں اور ہمارے پاس ایسی مثالیں بہت ہیں جہاں قرآن نے اپنا اعجاز دکھا یا ہے یقینا قرآن کے الفاظ کا ورد بھی فوائد و مثبت آثار سے خالی نہیں، اس سے بھی بہت کچھ ملتا ہے لیکن اسکے لئے طینت کی پاکیزگی شرط ہے، طبیعت کی شفافیت شرط ہے قرآن کی ایک آیت کے ورد سے نہ حل ہونے والی مشکلات کو حل کرنے کے لئے ریاضت کی ضرورت ہے جدو جہد کی ضرورت ہے سعی و تلاش کی ضرورت ہے قرآن کے معنی میں غور خوض کی ضرورت ہے اسکے مفاہیم میں تامل کی ضرورت ہے اپنا باطن ویسا بنانے کی ضرورت ہے جیسا قرآن چاہتا ہے و گرنہ ہمارا بھی حال یہی ہوگا کہ ...

لہٰذا جہاں ضرورت ہے دلوں میں گداز پیدا ہو قلوب میں تڑپ ہو وہیں یہ بھی ضروری ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ ہم نے قرآن سے کس قدر درس حاصل کیا ہے ؟ہماری عملی زندگی میں قرآن کا کردار کیا رہا ہے لہٰذا اپنی روز مرہ کی زندگی کو قرآنی سانچہ میں ڈھالنے کی ضرورت ہے قرآن کو کتاب زندگی بنانے کی ضرورت ہے اسکی تعلیمات کو روح کی گہرائیوں میں اتار نے کی ضرورت ہے - قرآنی تعلیمات کے لا متناہی سمندر میں غواصی کی ضروت ہے اس لئے کہ اسکے بغیر وہ کردار سامنے نہیں آ سکتے جو دنیا کے لئے نمونہ عمل بن سکیں ، کردار میں وہ جدت پیدا نہیں ہو سکتی جو زمانہ کے لئے مشعل راہ بن سکے -

رب کریم ہمیں قرآن کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی توفیق عنایت فرمائے

اور محشر میں قرآن کو ہمارا شفیع قرار دے (آمین) —

پیوند اعضاء فقہ کی نگاہ میں

(حضرت آیۃ اللہ العظمی سیستانی کے فتوی کے مطابق)

سوال : کیا کافر کے اعضاء بدن مسلمان کو لگائے جا سکتے ہیں؟

جواب : **جائز ہے۔**

سوال : کیا برین ہیمیر یج کی وجہ سے کاما میں جانے والے مریض کے اعضاء بدن کسی ضرورت مند مریض کو دیے جا سکتے ہیں؟

جواب : **جائز نہیں ہے، وہ زندہ ہے اور ہر وہ کام جو اس کی موت کا سبب بن سکتا ہو، اسے قتل عمد میں حساب کیا جائے گا۔**

سوال : کیا جانور کے اعضاء انسان کو لگائے جا سکتے ہیں؟

جواب : **خود اس کام میں کوئی حرج نہیں ہے۔**

سوال : کیا انسان اپنی زندگی میں، برین ہیمیر یج کی صورت میں اپنے اعضاء کو قطع کرنے کی اجازت دے سکتا ہے؟

جواب : **اگر وہ اعضاء ایسے ہوں جن کے قطع ہونے سے زیادہ نقصان بچ رہا ہو تو اس کی اجازت کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو جیسے پھیپھڑے وغیرہ، تو اس کی اجازت سے ان کا دینا جائز ہے۔**

سوال : کیا میت کے قریبی اس کے کسی عضو کے قطع کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں؟

جواب : **نہیں۔**

سوال : کیا صرف کسی مسلمان کی جان بچانا اور ضرورت کا ہونا کسی کے عضو لینے کا جواز ہو سکتا ہے؟ یا صاحب عضو کی اجازت یا وصیت کا ہونا ضروری ہے؟

جواب :ایسا کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے مگر یہ کہ کسی عرفی موت کے بعد ایسا ہو اور اس سے کسی مسلمان کی جان بچ سکتی ہو جیسے ہارٹ اٹیک۔ اور اس میں وصیت و عدم وصیت میں کوئی فرق نہیں ہے مگر یہ کہ دیت لازم ہو جائے جو کہ وصیت کی صورت میں ساقط ہو جائے گی۔

سوال : کیا ایسے مریض کے بدن سے مشین کو ہٹا لینا جایز ہے جس کی موت مغزی حملہ کے سبب ہوئی ہو مگر اس کے دل کی دھڑکن اور سانسیں اسی سے کنٹرول ہو رہیں ہوں؟

جواب : جائز نہیں ہے۔

سوال : کیا انسان کا اپنی موت کے بعد اپنے اعضاء بدن کو بیچنا یا ہدیہ کرنا جائز ہے؟

جواب : مسلمان میت کے اعضاء کو قطع کرنا جائز نہیں ہے، اس پر دیت اور کاٹنے کی صورت میں دفن کرنا واجب ہے مگر یہ کہ کسی مسلمان کی زندگی اس کے دینے پر منحصر ہو تو اس صورت میں ایسا کرنا جایز ہے لیکن اس کی دیت دینا واجب ہے۔ اور اگر اس نے خود وصیت کی ہو تو دیت ساقط ہو جائے گی، لیکن اگر کسی مسلمان کی جان بچانے کا معاملہ نہ ہو اور اس نے وصیت کی ہو تو اس کی وصیت میں اشکال ہے۔

سوال : کیا مردوں کے اعضاء زندوں کو لگانا جائز ہے؟

جواب : خود اعضاء لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن مسلمان میت کے اعضاء کا قطع کرنا جایز نہیں ہے مگر یہ کہ کسی مسلمان کی زندگی اس پر منحصر ہو اس صورت میں دیت لازم ہے اور اگر میت نے وصیت کی ہو تو دیت ساقط ہو جائے گی۔ اور زندہ مسلمان کے اعضاء قطع کرنا اس وقت جایز ہے جب ماہرین یہ واضح کریں کہ اس سے کوئی بڑا نقصان نہیں پہنچ رہا ہے۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہاکے حالات زندگی

ولادت:آپ کی ولادت بعثت کے پانچویں سال ۲۰ جمادی الثانی، بروز جمعہ مکہ معظّمہ میں ہوئی۔

نام، القاب اور کنیت: نام فاطمہ اور مشہور لقب زہرا، سیدۃ نساء العالمین، راضیۃ، مرضیۃ، شافعۃ، صدیقہ، طاہرہ، زکیہ، خیر النساء اور بتول ہیں۔آپ کی مشہور کنیت ام الآئمۃ، ام الحسنین، ام السبطین اور ام ابیہا ہے۔ان تمام میں سب سے زیادہ مشہور ام ابیھا ہے، یعنی اپنے باپ کی ماں، یہ لقب اس بات کا ترجمان ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کو بے حد چاہتی تھیں اور کمسنی کے باوجود اپنے بابا کی روحی اور معنوی پناہ گاہ تھیں۔پیغمبر اسلام(ص) نے آپ کو ام ابیھا کا لقب اس لئے دیا کیونکہ عربی میں اس لفظ کے معنی، ماں کے علاوہ اصل اور مبداء کے بھی ہیں یعنی جڑ اور بنیاد۔لہٰذا اس لقب(ام ابیھا) کا ایک مطلب نبوت اور ولایت کی بنیاد اور مبدا بھی ہے۔کیونکہ یہ آپ ہی کا وجود تھا، جس کی برکت سے شجرہ امامت اور ولایت نے رشد پایا، جس نے نبوت کو نابودی اور نبی خدا کو ابتریت کے طعنہ سے بچایا.

حضرت فاطمہ(س) کا اخلاق و کردار:حضرت فاطمہ زہرا اپنی والدہ گرامی حضرت خدیجہ کی والا صفات کا واضح نمونہ تھیں جود و سخا، اعلیٰ فکری اور نیکی میں اپنی والدہ کی وارث اور ملکوتی صفات و اخلاق میں اپنے پدر بزرگوار کی جانشین تھیں۔اپنے شوہر حضرت علی(ع) کے لئے ایک دلسوز، مہربان اور فدا کار زوجہ تھیں۔آپ نےشادی سے پہلے کی ۹ سال کی زندگی کے پانچ سال اپنی والدہ اور والد بزرگوار کے ساتھ اور ۴ سال اپنے بابا کے زیر سایہ بسر کئے اور شادی کے بعد کے دوسرے نو سال اپنے شوہر بزرگوار علی مرتضٰی(ع) کے شانہ بشانہ اسلامی تعلیمات کی نشرواشاعت، اجتماعی خدمات اور خانہ داری میں گزارے۔آپ کا وقت بچوں کی تربیت گھر کے کام اور ذکر و عبادت خدا میں گزرتا تھا۔فاطمہ(س) اس خاتون کا نام ہے جس نے اسلام کے مکتب تربیت میں پرورش پائی تھی اور ایمان و تقویٰ آپ کے وجود کے ذرات میں گھل مل چکا تھا۔فاطمہ زہرا(س) نے معارف و علوم الہی کو،سر چشمہ نبوت سے کسب کیا۔انہوں نے جو کچھ بھی ازدواجی زندگی سے پہلے سیکھا تھا اسے شادی کے بعد اپنے شوہر کے گھر میں عملی جامہ پہنایا۔وہ ایک ایسی مسن و سمجھدار خاتون کی طرح جس نے زندگی کے تمام مراحل طے کر لئے

ہوں اپنے گھر کے امور اور تربیت اولاد سے متعلق مسائل پر توجہ دیتی تھیں اور جو کچھ گھر سے باہر ہوتا تھا اس سے بھی باخبر رہتی تھیں اور اپنے اور اپنے شوہر کے حق کا دفاع کرتی تھیں۔

حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا پیغمبر(ص) کی نظر میں: سیدہ عالم کی فضیلت میں پیغمبر کی اتنی حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ جتنی حضرت علی علیہ السّلام کے سوا کسی دوسری شخصیت کے لیے نہیں ملتیں.ان میں سے اکثر علماء اسلام میں متفقہ حیثیت رکھتی ہیں . مثلاً" آپ بہشت میں جانے والی عورتوں کی سردار ہیں، تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں ، آپ کی رضا سے اللہ راضی ہوتا ہے اور آپ کی ناراضگی سےاللہ ناراض ہوتا ہے ، جس نے آپ کو تکلیف دی اس نے رسول کو تکلیف دی"اس طرح کی بہت سی حدیثیں ہیں جو معتبر کتابوں میں درج ہیں۔

حضرت فاطمہ زہرا(س) کی وصیتیں: حضرت فاطمہ زہرا(س) نے خواتین کے لیے پردے کی اہمیت کو اس وقت بھی ظاہر کیا جب آپ دنیا سے رخصت ہونے والی تھیں . اس طرح کہ آپ ایک دن غیر معمولی فکر مند نظر آئیں . آپ کی چچی (جعفرطیار کی بیوہ) اسماء بنتِ عمیس نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے جنازہ کے اٹھانے کا یہ دستور اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ عورت کی میّت کو بھی تختہ پر اٹھایا جاتا ہے جس سے اس کا قدوقامت نظر آتا ہے . اسما نے کہا کہ میں نے ملک حبش میں ایک طریقہ جنازہ اٹھانے کا دیکھا ہے وہ غالباً آپ کو پسند ہو. اسکے بعد انہوں نے تابوت کی ایک شکل بنا کر دکھائی اس پر سیّدہ عالم بہت خوش ہوئیں اور پیغمبر کے بعد صرف ایک موقع ایسا تھا کہ اپ کے لبوں پر سکراہٹ آ گئی چنانچہ آپ نے وصیّت فرمائی کہ آپ کو اسی طرح کے تابوت میں اٹھایا جائے . مورخین تصریح کرتے ہیں کہ سب سے پہلی لاش جو تابوت میں اٹھی ہے وہ حضرت فاطمہ زہرا کی تھی۔اسکے علاوہ آپ نے یہ وصیت بھی فرمائی تھی کہ آپ کا جنازہ شب کی تاریکی میں اٹھایا جائے اور ان لوگوں کو اطلاع نہ دی جائے جن کے طرز عمل نے میرے دل میں زخم پیدا کر دئے ہیں۔ سیدہ ان لوگوں سے انتہائی ناراضگی کے عالم میں اس دنیا سے رخصت ہوئیں.

نماز پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری وصیت

عام طور سے لوگ اس بات کے خواہشمند ہوتے ہیں کہ بزرگ شخصیتوں اور مقدس انسانوں کی آخری وصیت کو جانیں، کون ہے جس کی شخصیت رسول اکرم (ص) سے زیادہ با عظمت ہوگی ، کون ہے جو رسول اکرم کے کمالات کی منزلوں کو پا سکتا ہے تو پھر کون ہوگا جو خاتم الانبیاء رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آخری وصیت کو جاننا اور سمجھنا نہ چاہے گا -

جابر بن عبداللہ ناقل ہیں : کعب الاحبار نے عمر سے پوچھا : پیغمبر (ص) کی آخری وصیت کیا تھی ؟ اس نے جواب دیا : علی سے پوچھو - کعب علی علیہ السلام کے پاس آیا اور یہی سوال ان سے کیا تو حضرت نے جواب دیا : میں نے رسول اکرم (ص) کو اپنے سینے سے لگایا تو آپ نے اپنا سر میرے کاندھوں پر رکھا اور فرمایا : نماز نماز

یعنی جس چیز کی پیروی تم پر لازم ہے اور دل وجان سے اس کی حفاظت واجب ہے اسے ضائع مت ہونے دینا اور اسے ہلکا نہ سمجھنا وہ نماز ہے - ہمیں دل و جان سے اس کی حفاظت اور پاسداری کرنی چاہئے اور اعزاز و تکریم اور خشوع وخضوع کے ساتھ اسے بجالانا چاہئے -

یہ جملہ سن کر کعب الاحبار بولا : تمام انبیاء کی آخری وصیت یہی تھی اور انھیں اسی پر مامور و مبعوث کیا گیا تھا -کعب گزشتہ انبیاء اور پیغمبروں کی کتب سے واقف تھا اس نے اس بات کی تصدیق کی کہ " ہمیشہ سے پیغمبروں کی روش یہی رہی ہے کہ وہ اپنی

زندگی کے آخری لمحات میں نماز کی وصیت فرماتے تھے ۔"یقیناً رسول کی آخری وصیت نماز تھی ۔

بیشک نماز ہی وہ پہلا واجب عمل تھا جسے رسول اسلام (ص) نے انجام دیا یہاں تک کہ آغاز اسلام ہی سے پیغمبر اکرم(ص) مسجد الحرام میں باجماعت نماز ادا کرتے تھے جبکہ مردوں میں امیرالمومنین علیہ السلام اور عورتوں میں حضرت خدیجہ(س) کے سوا آپ کے ساتھ کوئی بھی نہیں ہوتا تھا ۔ اس جماعت میں صرف ایک مرد اور ایک عورت ماموم ہوا کرتے تھے ۔جیسا کہ بعض تاریخی کتب میں لکھا ہے کہ پیغمبر اکرم (ص) شنبہ کے دن نماز پر مامور کئے گئے اور دوشنبہ کو مسجد الحرام میں نماز جماعت پڑھی گئی اور جب پیغمبر اکرم (ص) حالت احتضار میں تھے تو بھی یہی وصیت فرما رہے تھے ،اور آخری لمحات میں نماز ہی کا ذکر لبوں پر تھا۔

حضرت فاطمہ زہرا (س)کے گھر کا احترام

جس وقت یہ آیہ مبارکہ"**فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیھا اسمہ**" (خدا کانور) ان گھروں میں روشن ہے جن کی نسبت خدا نے حکم دیا ہے کہ ان کی تعظیم کی جائے اور ان میں اس کا نام لیا جائے۔(سورہ نور، آیت ۳۶) پیغمبر اکرم پر نازل ہوئی تو پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس آیت کو مسجد میں تلاوت کیا ، اس وقت ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا : اے رسول گرامی! اس اہم گھر سے مراد کونسا گھر ہے؟

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: پیغمبروں کے گھر!

حضرت ابوبکر نے حضرت علی و فاطمہ (علیہما السلام) کے گھر کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ کیا یہ گھر انہی گھروں میں سے نہیں ہے؟

پیغمبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جواب دیا: ہاں ان میں سے سب سے زیادہ نمایاں یہی گھر ہے ۔(تفسیر روح المعانی، ج۱۸ ص۱۷۴)

عقل اور سخن کا باہمی رابطہ

عقل مند وہ ہے جو گفتگو کے قوانین کا خیال رکھے اور اس قوت کو بغیر ضرورت کے استعمال نہ کرے۔ جائز کاموں میں بھی زیادہ گفتگو کی وجہ سے دل میں سختی آجاتی ہے لیکن باطل اور خلاف کام جو خواہ معمولی نوعیت کے بھی ہوں ان میں زیادہ گفتگو کرنے سے دل سنگدل ہو جاتا ہے۔ کم گفتگو ہماری دنیا اور آخرت کی خیر کا باعث بن سکتی ہے۔ لفظ عقل اصل میں عقال سے نکلا ہے اور عقال وہ رسی ہے جس سے چیزوں کو باندھ دیا جاتا ہے ۔اس معنی کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ عقل وہی رسی ہے جو نفس کو کنٹرول کرتی ہے اور اس میں وہ طاقت ہوتی ہے جو تمام اعضا اور جوارح کو قابو کر سکتی ہے۔ جب زبان عقل کے قابو میں ہوتی ہے تو قدرتی طور پر لغو اور بری باتوں سے بچی رہتی ہے اور انسان مفید کاموں کے علاوہ اس کا استعمال نہیں کرتا ہے.

دوسری طرف جب عقل کمزور ہو جاتی ہے تو زبان خود کو عقل کی حکمرانی سے آزاد تصور کرنے لگتی ہے اور یوں ہر بات انسان کی زبان پر آنے لگتی ہے جس کا اس سے کوئی تعلق بھی نہیں ہوتا ہے اور اس سے خوامخواہ نقصان اٹھاتا ہے۔ جوں جوں انسان کا عقل و شعور زیادہ ہوتا جاتا ہے وہ کمال کی طرف بڑھتا جاتا ہے اور یوں ویسے ہی وہ کم بولتا ہے اور زیادہ سوچتا ہے ۔

جو انسان زیادہ بولتے ہیں اور اپنی زبان قابو میں نہیں رکھتے ہیں ان کی عقل کم اور سوچنے کی صلاحیت کم ہوتی ہے۔ ایسے لوگ بغیر سوچے زبان سے ہر لفظ کو ادا کر دیتے ہیں لیکن اس کے برعکس عقلمند افراد جب تک موضوع کے متعلق ہر طرح کی آگاہی حاصل نہ کر لیں اور اس کے اچھے اور برے پہلو کے بارے میں جان نہ لیں زبان سے کوئی بھی لفظ ادا نہیں کرتے ہیں ۔

زیارت امام حسین علیہ السلام کی اہمیت

محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ھے:"مُرُوا شِیعَتَنَا بزِیَارَةِ قَبْرِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ علیہ السلام، فَاِنَّ اِتیَانَہُ مُفْتَرَضٌ عَلَی کُلِّ مُوْمِنٍ یُقِرُّ لِلحُسَیْنِ بالاِمَامَةِ مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔"ھمارے شیعوں کو زیارت قبر حسین علیہ السلام کی طرف حکم دو کیونکہ آپ کی زیارت ھر اس مومن پر واجب ھے جو خدا کی طرف سے آپ کی امامت کا اقرار کرتا ھے"۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:"مَنْ زَارَ قَبْرَ الْحُسَیْنِ لِلّٰہِ وَفِی اللّٰہِ، اُعْتِقَہُ اللّٰہ مِنَ النّار، وَآمَنَہُ یَوْمَ الْفَزَعِ الاکبَر، وَلَمْ یَسئَلِ اللّٰہَ حَاجَةً مِن حَوَائِجِ الدُّنیا وَالآخِرَةِ اِلاّ اُعطاہُ"۔"جو شخص امام حسین علیہ السلام کی خوشنودی خدا کے لئے اور فی سبیل اللہ زیارت کرے تو خداوند عالم اس کو آتش جھنم سے نجات عطا کرے گا اور قیامت کے دن اس کو امان دے گا، اور خداوند عالم سے دنیا وآخرت کی کوئی حاجت طلب نھیں کرے گا مگر یہ کہ خداوند عالم اس کی حاجت پوری کردے گا"۔

حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا:"مَنْ لَمْ یَأْت قَبْرَ الْحُسَیْنِ حَتّٰی یَمُوتَ، کَانَ مُنْتَقِصَ الدِّیْن، مُنْتَقِصَ الْاِیْمان، وَاِنْ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ کَانَ دُوْنَ الْمُوْمِنِیْنَ فی الْجَنَّةِ"۔

"جو شخص امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے نہ جائے یھاں تک کہ مر جائے تو ایسا شخص دین وایمان کے لحاظ سے ناقص ھے، اور اگر جنت میں داخل ہو جائے تو اس کا درجہ تمام اھل ایمان سے کم ھے"۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:"مَنْ زَارَ قَبْرَالحُسَیْنِ بشَطِّ الفُرَاتِ،کَانَ کَمَنْ زَارَ اللّٰہَ فَوْقَ عَرْشِہِ"۔"جو شخص کربلا میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرے اس شخص کے مانند ھے کہ جس نے فراز عرش پر خدا کی زیارت کی ہو"!

ماخذ: http://www.tebyan.net/index.aspx?pid=114667

This document was created with Win2PDF available at http://www.daneprairie.com.
The unregistered version of Win2PDF is for evaluation or non-commercial use only.